

صرف ثابت شدہ احادیث و آثار سے استدلال

صلح حسن علیہ السلام:

عظمت حسن علیہ السلام،

وجوہات و شرائط صلح،

خطبات حسن علیہ السلام

از: مجاہد اقبال الحسینی

صلح ”حسن“ ہی کیوں؟

صلح میں خلافت سے دستبرداری امام حسن علیہ السلام ہی نے کی، اور انہی کی وجہ سے یہ صلح وقوع پذیر ہوئی۔ مزید یہ کہ اس واقعے میں حسن علیہ السلام کی ایک عظیم منقبت بھی موجود ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے باب میں سب سے پہلی حدیث یہی ذکر کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جانب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروادے

گا۔“ [صحیح البخاری، رقم: 3746، 7109، 3629 اور 2704]

اسی مناسبت سے اسے ”صلح حسن“ کہنا ہی عین سنت ہے۔

بطور خاص اس وصف کے حامل تھے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حیا دار ہونا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انصاف پسند ہونا بیان ہوا ہے۔

[بَاب] ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عَمِيرٍ

(۲۲) بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا

باب :- مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

باب: 22- حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے مناقب

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَانَكَ
النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ.

حضرت نافع بن جبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا۔

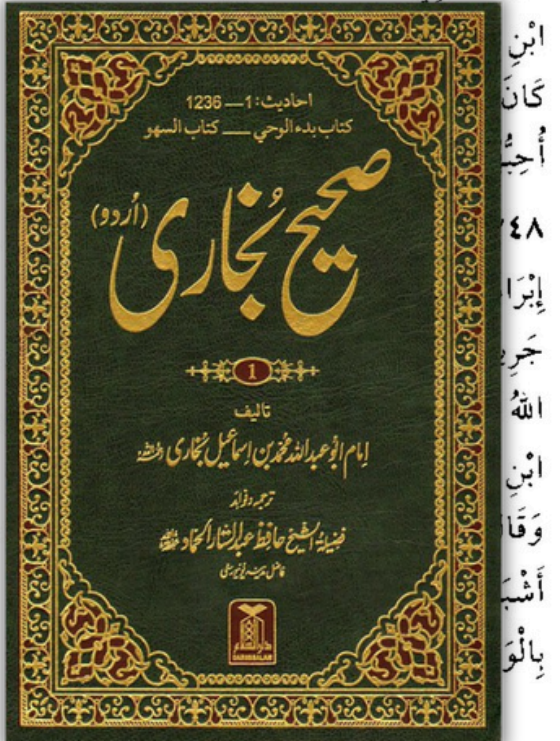
[3746] حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک بار لوگوں کو دیکھتے، دوسری مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کر کے فرماتے: ”میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔“

۳۷۴۶ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ: سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَيَقُولُ: «ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ». [راجع: ۲۷۰۴]

[3747] حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ انھیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔“

۳۷۴۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ

[3748] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والی کوفہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا جس کو ایک طشت میں رکھا گیا تھا تو وہ بد بخت اس پر لکڑی مارنے لگا اور آپ کی خوبصورتی کے متعلق بھی کچھ کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا: یہ تو ان (اہل بیت میں) سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وسعہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔



ابن
كان
أجبر
٤٨
إبراهيم
جبر
الله
ابن
وقال
أشبه
بالو

وجوہاتِ صلحِ امامِ مجتبیٰ علیہ السلام

1. رضائے باری تعالیٰ
2. مسلمانوں میں باہمی خون ریزی کا خاتمہ: امام حسن علیہ السلام نے صلح اس لیے قبول فرمائی تاکہ مسلمانوں کی باہمی جنگ ختم ہو اور امتِ محمدیہ کا خون مزید نہ بہے۔
3. حقیقتِ معاویہ کو آشکار کرنا: صلح کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اُمت پر محض ایک آزمائش اور وقتی فائدے کی حیثیت رکھتی ہے۔ معاویہ اور ان کے ساتھی ابتدا میں نام نہاد حصول ”عدل“ کے لیے قصاصِ عثمان علیہ السلام کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن وقت کے ساتھ اُن کے طرزِ حکومت نے اُن کے عدل و حکمِ قرآنی کی حقیقت ظاہر کر دی۔

بعد کے واقعات نے اس حقیقت کو مزید نمایاں کر دیا؛ حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا۔۔۔ وغیرہ، جو کہ ایک طویل موضوع ہے۔
ان وجوہاتِ صلح کے دلائل اگلے صفحات میں ملاحظہ ہوں:

وجوہاتِ صلحِ امامِ مجتبیٰ علیہ السلام

جُبیر بن نفیر فرماتے ہیں: میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت چاہتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

”عربوں کے سردار میرے ہاتھ میں تھے، وہ اس سے لڑتے تھے جس سے میں لڑتا اور اس سے صلح کرتے جس سے میں صلح کرتا، میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بچانے کی خاطر اسے چھوڑ دیا، تو کیا اب میں اہلِ حجاز کے لوگوں کے چھوٹے اقتدار کے لیے خلافت طلب کروں؟!“

[المستدرک للحاکم، ج 3، ص 186، رقم 4795، وایسنادہ

حسن و صحیحہ الحاکم والذہبی]

3/170.

/ 4793

ثنا عبد الله بن يزيد
قسيط أخبره أن
يشمه وعنده رجل
عليه السلام: «أرأيت إن

هذا حديث

/ 4794

العامري، ثنا أبو
وهرام، عن طا
الحسن بن علي
رسول الله ﷺ :

المُسْتَدْرَكُ
عَلَى الصَّحِيحَيْنِ

الإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

سَمِعَ تَضَمُّنَاتِ الْإِعْلَامِ الذَّهَبِيِّ فِي النَّاحِيَةِ وَالْمَبْنَى وَالْعِرَاقِي فِي أُمَالِيهِ وَالْمَنَادِي فِي فَيْضِ الْقَدَرِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْأَهْلَاءِ

أول طبعه مرقم الأحاديث ومقابلته في عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد الفارر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
للمطبعة والنشر
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

بخرجاه .

ثنا الحسن بن علي بن عفان
عن ابن صالح، عن سلمة بن
أبي بزة، عن النبي ﷺ وهو يحمل
باب ركبت يا غلام قال: فقال

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٤٧٩٥ / ٣٩٣ - أخبرني أبو الحسن محمد بن عبد الله اليعمري ، ثنا محمد بن إسحاق الإمام ، ثنا أبو موسى ، ثنا محمد بن جعفر ، ثنا شعبة قال : سمعت يزيد بن خمير يحدث أنه سمع عبد الرحمن بن جبير بن نفيير يحدث عن أبيه قال : قلت للحسن بن علي إن الناس يقولون إنك تريد الخلافة فقال : قد كان جماجم العرب في يدي يحاربون من حاربت ويسالمون من سألت تركتها ابتغاء وجه الله تعالى وحقن دماء أمة محمد ﷺ ثم ابتزها باتئاس أهل الحجاز .

هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٤٧٩٦ / ٣٩٤ - أخبرنا أبو عبدالله محمد بن عبدالله بن عمرو بن الصفار ببغداد، ثنا

٤٧٩٣ - قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

٤٧٩٤ - قال في التلخيص: لا. يعني ليس بصحيح كما قال الحاكم.

٤٧٩٥ - قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

٤٧٩٦ - قال في التلخيص: وروى عن يوسف بن نوح بن قيس أيضاً، وما علمت أن أحداً تكلم فيه،

والقاسم وثقوه، رواه عنه أبو داود والتبوكي، وما أدري آفته من أين؟

وجوہاتِ صلحِ امامِ مجتبیٰ علیہ السلام

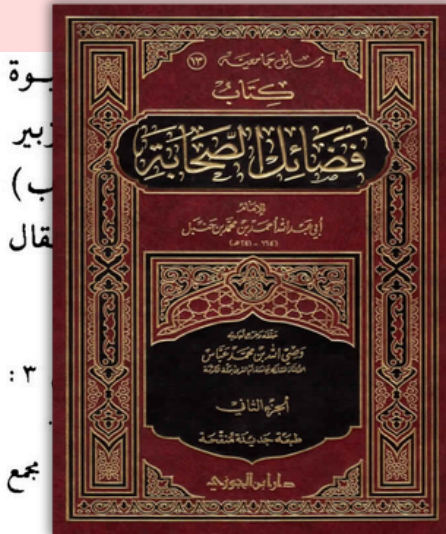
انس بن سیرین رحمہ اللہ، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بھائی، فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے موقع پر فرمایا:

”مشرق و مغرب کے درمیان میرے اور میرے بھائی کے سوا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے نانا بنی ہوں۔ میں نے دیکھا کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صلح کرا دوں، اور اس کا سب سے زیادہ حق دار بھی میں ہی تھا۔ آگاہ رہو! ہم نے معاویہ سے بیعت کر لی ہے، اور میں نہیں جانتا، شاید یہ تمہارے لیے ایک آزمائش اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کی چیز ہو۔“

[فضائل الصحابة لأحمد، رقم 1355 وإسناده صحيح؛

[سیر أعلام النبلاء للذهبي، ن مؤسسة الرسالة، ج 3، ص 271]

(١٣٥٥) حدثنا عبدالله قال حدثني أبي نا محمد بن أبي عدي عن ابن عون عن انس يعني ابن سيرين قال قال الحسن بن علي يوم كلم معاوية ما بين جابرس^(١) وجابلق: رجل جده نبي غيري، واني رأيت أن أصلح بين امة محمد ﷺ، وكنت أحقهم بذاك ألا إنا قد بايعنا معاوية ولا أدري لعله فتنة لكم ومتاع إلى حين .



(١٣٥٦) حدثنا عبدالله قال حدثني قال: أخبرني ابو صخر أن يزيد بن عبدالله قال ان رسول الله ﷺ قبل حسيناً وضاً وعنده رجل من الأنصار فقال الانصاري رسول الله ﷺ رأيت ان كان الله نزع الرح

٣٠٧، ٧: ٩٤، ١٣: ١٦ والترمذي

١٠٧ وعبدالرزاق في مصنفه ١١: ٤٥٢ و

وابن راهويه عن الحسن مرسلًا: المطالب

الزوائد ٩: ١٧٨ رجاله رجال الصحيح .

(١٣٥٥) إسناده صحيح وأنس بن سيرين الأنصاري أبو موسى مولى أنس ولد في خلافة عثمان ودخل على زيد بن ثابت وثقه ابن سعد وابن معين وأبو حاتم والنسائي والعجلي مات سنة ١٢٠ .

وأخرجه عبدالرزاق في المصنف ١١: ٤٥٢ ومن طريقه الطبراني في الكبير ٣: ٨٩ عن معمر عن أيوب عن ابن سيرين وفيه لو نظرت ما بين حالوس وحابلق كذا بالخاء المهملة في كليهما وهو خطأ وفيه أيضاً: قال معمر، حالوس وحابلق المغرب والمشرق وذكره الذهبي في سير النبلاء ٤: لـ ١٢٧ من طريق ابن أبي عدي وفيه غيري وغير أخي .

(١٣٥٦) مرسل رجاله ثقات يزيد بن عبدالله بن قسيط بن أسامة بن عمير الليثي أبو عبدالله الأعرج المدني، وثقه غير واحد قال ابن اسحاق كان فقيهاً ثقة وكان ممن يستعان به في الأعمال لآمانته وفقهه مات سنة ١٢٢ .

الجرح ٤/٢: ٢٧٤ الميزان ٤: ٤٣٠، التهذيب ١١: ٣٤٢ .

(١) قال في معجم البلدان ٢: ٩٠-٩١ جابرس مدينة بأقصى المشرق وجابلق بالبلاء الموحدة المفتوحة وسكون اللام ثم ذكر عن ابن عباس أن حابلق مدينة بأقصى المغرب وذكر الرواية مع قصة .

وأخرج الحاكم ٣: ١٧٥ أبو نعيم في الحلية ٢: ٣٩ وابن سعد وابن أبي شبة والبيهقي في الدلائل عن الشعبي والزهري نحوه ذكره السيوطي في الدر المنثور ٤: ٣٤٢ وينظر فتح الباري ١٣: ٦٤، ٦٥

لك به . فما سألهما شيئاً إلا قالا : نحن لك به ، فصالحه . قال الحسن :
ولقد سمعتُ أبا بكرَةَ يقول : رأيتُ رسولَ الله ﷺ يقول : « إن ابني هذا
سيدٌ ... » وذكر الحديث^(١) .

ابن أبي عدي : عن ابن عون ، عن أنس بن سيرين ، قال : قال الحسنُ
ابن علي : ما بين جَابِرُسَ وجَابِلُقَ رجلٌ جدُّه نبيٌّ غيبي وغير أخيه ، وإنني
رأيتُ أن أصلح بين الأمة ، ألا وإنَّا قد بايعنا معاويةَ ولا أدري لَعَلَّهُ فتنةٌ لكم
ومتاعٌ إلى حين^(٢) .

قال معمر : جابلق وجابرُس^(٣) المشرق والمغرب .

هشيم : عن مجالد ، عن الشعبي ، أن الحسنَ خطب ، فقال : إن
أكيس الكيس التقي ، وإن أ...
اختلفتُ فيها أنا ومعاوية ،
دمائهم .

هوَذَة : عن عوف ،
 واجتمع عليه الناس ، قال له
لقرابته من رسول الله ﷺ ،
سيعي ، فيسقط من أنفس
المنبر دون معاوية : فحمد الله

(١) وتامه « ولعل الله أن ي...
٢٢٥/٥ في الصلح : باب قول النبي
(٢) رجاله ثقات ، وأخرجه
معمر ، عن أيوب ، عن ابن سيرين
(٣) تصحفت الكلمتان في الم...
ياقوت في « معجم البلدان » : وج...
المغرب ، وأورد هذا الخبر .

سِيرَةُ عِلَامِ النَّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الدهلي

المتوفى

٥٧٤٨ - ١٢٧٤هـ

الجزء الثالث

أشرف على تحقيق الكتاب وتحريره الأستاذ

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

محمد نعيم العرفسي و مأمون صاغري

مؤسسة الرسالة

وجوہاتِ صلحِ امامِ مجتبیٰ علیہ السلام

سید التابعین محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کہا:

جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے، لوگ ان کے گرد جمع ہوئے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے بیعت کر لی، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں، جن میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (صحابی)، ولید بن عقبہ (شرابی صحابی) اور ان جیسے دوسرے لوگ شامل تھے، نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

”حسن بن علی اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں، اور وہ کم سن اور کم گو ہیں۔ لہذا انہیں حکم دیں کہ وہ خطبہ دیں، کیونکہ وہ خطبے میں عاجز آجائیں گے اور لوگوں کی نظروں میں ان کا مقام گر جائے گا۔“

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے (کسی طرح) ان کی بات ماننے سے انکار کیا، لیکن وہ مسلسل اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں حکم دے دیا۔۔۔ (جاری ہے)

وجوہاتِ صلحِ امامِ مجتبیٰ علیہ السلام

چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایان کی، پھر فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر تم جابلق اور جابرص (مشرق و مغرب) کے درمیان میرے اور میرے بھائی کے علاوہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جس کے نانا نبی ہوں، تو تم اسے نہیں پاؤ گے۔ اور ہم نے معاویہ کو اپنی بیعت دے دی ہے، اور ہم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ مسلمانوں کا خون روک دینا، اس خون سے بہتر ہے جسے بہایا جائے۔ اللہ کی قسم!“ ”میرے علم میں تو نہیں، شاید یہ تمہارے لیے ایک آزمائش ہو اور ایک مدت تک فائدہ۔“ [ترجمہ سورۃ الانبیاء: 111] اور آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

راوی (محمد بن سیرین) کہتے ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے، انہوں نے اس کے بعد ایک بے ٹکا، فحش خطبہ دیا اور منبر سے اتر گئے۔ پھر حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا: ”تم نے اپنے اس قول ”تمہارے لیے ایک آزمائش اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کی چیز ہے“ سے کیا مراد لی تھی؟“

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس سے میری مراد وہی تھی جو اللہ کی مراد تھی۔“ [الطبقات لابن سعد، ج 6، ص 383، 384، وإسناده صحیح؛ سیر أعلام النبلاء

للذہبی، ن مؤسستہ الرسالہ، ج 3، ص 271، 272]

ن : لو أمرت الحسن
قال معاوية : لا تفعلوا
يَعْنِي لسان مصَّه النبي
ثم أمر الحسن فصعد ،
المنبر فحمد الله وأثنى
بالحمد بآخرا وإني قد
غنائكم ، وأن يقسم
ثم هبط من المنبر
فَتَنَّةُ لَكُمْ وَمَنْعُ إِلَى
، فقالوا : لو دعوته
ليه عمرو بن العاص ،
ن قريش ، وجزار أهل
الأعور السلمي فقال له
بن سفيان ، ثم أقبل
الله لعن قائد
الأحزاب وسائقهم وكان أحدهما أبو سفيان والآخر أبو الأعور السلمي (٢) .

كتاب الطبقات الكبرى

لمحمد بن سعد بن منيع الهذلي
ت ٢٣٠ هـ

الجزء السادس
الطبقة الرابعة من الصحابة
من أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك
والنصفين قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم أحداث الأسمان

تحقيق
الدكتور علي محمد عمير

الناشر مكتبة الخانجي بالناصرة

عمرو
فصعد
فوالله
وَأَمْرُهُ
عليه
أخذت
فيكم
وهو
حين
فاستنظ
فقال له
المدينة
الحسن
معاوية

قال : أخبرنا هُوَذَةُ بن خليفة ، قال : حدثنا عوف ، عن محمد ، قال : لما
كان زمن وَرَدَ معاوية الكوفة ، واجتمع الناس عليه ، وبايعه الحسن بن علي ، قال :
قال أصحاب معاوية لمعاوية : عمرو بن العاص والوليد بن عُقْبَةَ وأمثالهما من
أصحابه : إن الحسن بن علي مُرتفع في أنفس الناس لقربته من رسول الله ﷺ ،
وإنه حديث السن عِي ، فَمُرُّهُ فليخطب فإنه سَيَعْنِي في الخطبة فيسقط من أنفس
الناس ، فَأَتَى عليهم ، فلم يزالوا به حتى أمره ، فقام الحسن بن علي على المنبر
دون معاوية ، فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : والله لو ابتغيتم بين جَابَلُق

(١) عمرو بن سفيان : تحرف في الأصلين إلى « وعمرو ... » وصوابه من تاريخ الإسلام للذهبي .
وفيات سنة ٤٩ هـ .

(٢) أورده الذهبي في تاريخ الإسلام وفيات سنة ٤٩ هـ .

وَجَابِزُسَ^(١) رجلا جَدُّه نَبِيٌّ غَيْرِي وَغَيْرَ أَخِي لَمْ تَجِدُوهُ ، وَإِنَّا قَدْ أَعْطَيْنَا يَتِيمَتَنَا
مَعَاوِيَةَ ، وَرَأَيْنَا أَنْ مَا حَقَّنَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِمَّا هَرَّاقَهَا ، وَاللَّهُ مَا أَدْرَى ﴿ لَعَلَّمُ
فِتْنَةً لَكُمْ وَمَنْعَ إِلَى حِينٍ ﴾ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى مَعَاوِيَةَ . قَالَ : فَغَضِبَ مَعَاوِيَةُ
فَخَطَبَ بَعْدَهُ خُطْبَةً عَيِيَّةً فَاحْشَةً ثُمَّ نَزَلَ . وَقَالَ لَهُ : مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ : ﴿ فِتْنَةً
لَكُمْ وَمَنْعَ إِلَى حِينٍ ﴾ . قَالَ : أَرَدْتُ بِهَا مَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَا .

قال هُوَذَةُ : قال عوف : وحدثني غير محمد ، أنه بعدما شهد شهادة الحق
قال : أما بعد : فإن

نا مجاهد ،
: اخطب
وإن أحقق
كان أحقق به
لَعَلَّمُ

أبي إسحاق
سَلَّمَتَهَا إِلَى
لنار .

حاتم بن أبي
أكره الناس
عطاه معاوية
إليه ، فلما

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الهذلي
ت ٢٣٠ هـ

الجزء السادس
الطبعة الرابعة من الصحابة
ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك
والنبي صلى الله عليه وسلم وأحداث الأنسان

تحقيق
الدكتور علي محمد عمير

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

يلحق به أحد من
قال : أخبرنا
عن الشعبي ، قال
الناس . قال : فحم
الحُمقُ الفُجور ، ولم
مني ، وإما حقَّ كما
فِتْنَةً لَكُمْ وَمَنْعَ
قال : أخبرنا
الكوفي ، عن هَزَّانَ
رُجُلٍ مِنَ الطُّلَقَاءِ وَ
قال : أخبرنا
صَغِيرَةٌ ، عَنْ عَمْرِو
لِلْفِتْنَةِ ، فَلَمَّا تَوَفَّى
عَهْدًا إِنْ حَدَثَ بِهِ

(١) في الأصلين هنا « جَابِلَقُ وَجَابِلَصُ » ولكنها وردت بعد في ح « جَابِلَقُ وَجَابِزُسَ » وفي ث
« جَابِلَقُ وَجَابِرُسَ » وقد آثرت رواية ح الآتية بعد لانفاقها مع ماورد في ياقوت فليديه « جَابِزُسَ » مدينة
بأقصى المشرق . و « جَابِلَقُ » وفي رواية جابلس مدينة بأقصى المغرب . وأورد هذا الخبر ، كما أورده
الذهبي في سير أعلام النبلاء ج ٣ ص ٢٧١

(٢) سير أعلام النبلاء ج ٣ ص ٢٧١

سِيرَةُ عَلَامِ النَّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الدهري

المتوفى

٨٧٤هـ - ١٣٧٤م

الجزء الثالث

أثره على تحقيق الكتاب وتوضيح أسانيده

شعيب الأرنؤوط

تحقق هذه الطبعة

محررين: محمد بن يوسف و مانو صاخرجي

مؤسسة الرسالة

لك به . فما سألهما شيئاً إلا قالا :
ولقد سمعتُ أبا بكرَةَ يقول : رأيتُ
سيدِّ ... وذكر الحديث (١) .

ابن أبي عدي : عن ابن عون
ابن علي : ما بين جَابِرُسَ وجَابَلُق
رأيتُ أن أصلح بين الأمة ، ألا وإنا
ومتاع إلى حين (٢) .

قال معمر : جابلق وجَابِرُسَ
هُشِيم : عن مجالد ، عن ال
أكيس الكَيْسِ التُّقَي ، وإن أحقق ال
اختلفتُ فيها أنا ومعاوية ، تركتُ
دمائهم .

هَوْدَة : عن عوف ، عن محمد ، قال : لما ورد معاوية الكوفة ،
 واجتمع عليه الناس ، قال له عمرو بنُ العاص : إن الحسنَ مرتفعٌ في الأنفس
لقربته من رسول الله ﷺ ، وإنه حديث السنن عَيْي ، فمره فليخطب ، فإنه
سيعيى ، فيسقط من أنفس الناس ، فأبى فلم يزالوا به حتى أمره ، فقام على
المنبر دون معاوية : فحمد الله ، وأثنى عليه ، ثم قال : لو ابغيتُم بين جابلق

- (١) وتماه « ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين » أخرجه البخاري
٢٢٥/٥ في الصلح : باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما : إن ابني هذا سيد ...
- (٢) رجاله ثقات ، وأخرجه عبد الرزاق (٢٠٩٨٠) ومن طريقه الطبراني (٢٧٤٨) عن
معمر ، عن أيوب ، عن ابن سيرين أن الحسن ...
- (٣) تصحفت الكلمتان في المطبوع من « المصنف » ٤٥٢/١١ إلى « جابلق وحالوس » وقال
ياقوت في « معجم البلدان » : وجابرس : مدينة بأقصى المشرق ... وجابلق : مدينة بأقصى
المغرب ، وأورد هذا الخبر .

وَجَابِرُسَ رَجُلًا جَدُّهُ نَبِيٌّ غَيْرِي وَغَيْرُ أَخِي لَمْ تَجِدُوهُ ، وَإِنَّا قَدْ أَعْطَيْنَا مَعَاوِيَةَ بَيْعَتَنَا ، وَرَأَيْنَا أَنْ حَقَّنَ الدَّمَاءَ خَيْرٌ ﴿ وَمَا أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ﴾ ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى مَعَاوِيَةَ . فَغَضِبَ مَعَاوِيَةُ ، فَخَطَبَ بَعْدَهُ خُطْبَةً عَمِيَّةً فَاحْشَةً ، ثُمَّ نَزَلَ . وَقَالَ : مَا أَرَدْتُ بِقَوْلِكَ : فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ ؟ قَالَ : أَرَدْتُ بِهَا مَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَا (١) .

القاسم بن الفضل الحُدَّانِي : عَنْ يَسْفَرٍ بْنِ مَازِنٍ ، قَالَ : عَضَّ

سَيِّدُ غِلَامِ النَّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الدهلي

الترقي

١٣٧٤ - ٨٧٤ هـ

المجلد الثالث

الذي في غلقه من الكتاب وتخرج أعادته

شعب الأرزوط

حقق هذا المجلد

محمد نعيم العوضي و سامر صاهجي

مؤسسة الرسالة

لِلْحَسَنِ رَجُلٌ ، فَقَالَ : يَا مُسَوِّدُ وَجْوه

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُرِيهِمْ يَتَّبِعُونَ عَلَى مَنبَرِهِ ر

أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿ قَالَ : أَلْفَ شَهْرٍ

سَمِعَهُ مِنْهُ أَبُو سَلَمَةَ التَّبُودَكِيِّ وَف

وَعَنْ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ ؛ قَالَ أَتَى

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُسَخَّمُ وَجْوهَ الْمُؤْمِنِينَ

يَعْتَذِرُ بِهِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . وَقَالَ لَهُ آخ

وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ أَقْتُلَكُمْ عَلَى الْمَلِكِ (٢)

عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ

ثِيَابُ سَوْدٍ وَعِمَامَةُ سَوْدَاءَ .

(١) إسناده صحيح ، هَوْدَةٌ : هُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ ، وَعُوفٌ : هُوَ ابْنُ أَبِي جَبَلَةَ الْأَعْرَابِي ، وَذَكَرَهُ

ابْنُ كَثِيرٍ فِي « الْبَدَايَةِ » ٤٢/٨ ، وَنَسَبَهُ لِابْنِ سَعْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

(٢) كَذَا قَالَ هُنَا ، وَقَالَ فِي « مَخْتَصَرِ الْمُسْتَدْرَكِ » قُلْتُ : وَرَوَى عَنْ يَوْسُفَ نُوحَ بْنِ قَيْسٍ ، وَمَا

عَلِمْتُ أَنْ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ ، وَالْقَاسِمُ وَثَقُوهُ ، رَوَاهُ عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَالتَّبُودَكِيُّ ، وَمَا أَدْرِي آفَتَهُ

مِنْ أَيْنَ . وَالْحَدِيثُ فِي « سَنَنِ التِّرْمِذِيِّ » (٣٤٠٨) ، وَالْحَاكِمُ ١٧٠/٣ ، ١٧١ ، وَالطَّبْرَانِيُّ

(٢٧٥٤) ، وَمَتْنُهُ مُنْكَرٌ كَمَا أَوْضَحَهُ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي « تَفْسِيرِهِ » ٥٣٠/٤ . فَارْجِعْ إِلَيْهِ .

(٣) تَحَرَّفَتْ الْجُمْلَةُ فِي الْمَطْبُوعِ بَعْدَ إِسْقَاطِ « أَتَى » إِلَى « قَالَ مَالِكُ بْنُ ضَمْرَةَ لِلْحَسَنِ » .

(٤) انْظُرْ « الْمُسْتَدْرَكُ » ١٧٥/٣ ، فَقَدْ أَوْرَدَهُ بِنَحْوِهِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ .

شرائطِ صلحِ امامِ حسن علیہ السلام

اللہ تعالیٰ سیدنا حسن مجتبیٰ پر رحمت فرمائے۔ پہلی ہی شرط ایسی رکھی جس کے اندر تمام بنیادی شرائط آجاتی ہیں، تاکہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ”معاویہ نے اپنی حکومت میں جو کچھ بھی کیا، اس کا سارا وبال حسن پر آتا ہے؛ اگر وہ صلح نہ کرتے تو معاویہ اس امت پر مسلط نہ ہوتے۔“ درج ذیل شرائط آثارِ صحیحہ سے ثابت ہیں:

1۔ معاویہ رضی اللہ عنہ عدل کریں گے:

اللہ اکبر! کتنی فصیح شرط ہے! یہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔“ [النساء: 58]

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ عدل سے مراد کیا ہے:

”پس آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور اس حق سے ہٹ کر جو آپ کے پاس آیا ہے، ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔“ [المائدہ: 48]

یعنی حقیقی عدل یہ ہے کہ جب حکومت کی جائے تو شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، یعنی قرآن و سنت کے مطابق حکومت کی جائے۔

یہی کامل عدل ہے، جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔

لہذا اس شرط میں حکومت کو قرآن و سنت کی طرز پر چلانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔

شرائطِ صلحِ امامِ حسن علیہ السلام

- 2۔ لوگوں میں ان کے غنائم تقسیم کیے جائیں گے:
یعنی شریعت نے جس شخص کا جتنا حق مقرر کیا ہے، اسے اسی کے مطابق انصاف کے ساتھ دیا جائے گا۔
 - 3۔ مالِ فِئۃ ادا کیا جائے گا:
یعنی جس کا جو حصہ قرآن و سنت نے بیان کیا ہے، اسی کے مطابق اسے دیا جائے گا۔
 - 4۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت دوبارہ امام حسن علیہ السلام کی طرف لوٹ آئے گی۔
 - 5۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد ان کے ساتھیوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بات پر امان حاصل کی کہ انہیں (ایک عام مسلمان کی طرح) پورے حقوق حاصل ہوں گے اور ان میں سے کسی کو کسی چیز کی سزا نہیں دی جائے گی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی قبول کر لی۔
- دلائل اگلے صفحات میں ملاحظہ ہوں:

پہلی، دوسری اور تیسری شرائطِ صلحِ امامِ حسن علیہ السلام

عبدالرحمن بن ابی عوف الجمرشی کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تو عمرو بن العاص اور ابو الأعور سلمیٰ - عمرو بن سفیان - نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اگر آپ حسن (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیں کہ وہ منبر پر چڑھیں اور گفتگو کریں، تو وہ گفتگو کرنے سے عاجز آجائیں گے اور لوگ ان سے بے رغبت ہو جائیں گے۔“

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ کی زبان اور ہونٹ چوس رہے تھے، اور جس زبان یا ہونٹ کو نبی نے چوسا ہو وہ کبھی عاجز نہیں ہو سکتا۔“

لیکن وہ لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ سے اصرار کرتے رہے۔ چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے تو حسن رضی اللہ عنہ کو بھی منبر پر چڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ لوگوں کو بتائیں کہ میں نے معاویہ سے بیعت کر لی ہے۔۔۔ (جاری ہے)

پہلی، دوسری اور تیسری شرائطِ صلحِ امامِ حسن علیہ السلام

حسن رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایان کی، پھر فرمایا:
”اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے پہلے شخص کے ذریعے
ہدایت دی اور ہمارے آخری شخص کے ذریعے تمہارا خون محفوظ فرمایا۔ اور
بے شک میں نے تمہارے (عام عوام کے) لیے معاویہ سے اس بات پر عہد لیا
ہے کہ وہ تمہارے درمیان عدل کریں گے، تمہیں تمہارے غنائم پورے دیں
گے اور تمہارے فتنے کو تم ہی میں تقسیم کریں گے۔“
پھر آپ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:
”کیا ایسا ہی ہے؟“ انہوں نے کہا: ”ہاں۔“

پھر حسن رضی اللہ عنہ منبر سے اتر گئے اور اپنی انگلی سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے:

”اور میں نہیں جانتا، شاید یہ تمہارے لیے ایک آزمائش اور ایک مدت تک فائدہ
اٹھانے کی چیز ہو۔“ [سورة الانبياء: 111]

یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گزری۔ انہوں نے کہا: ”اگر اسے بلاؤ
تو اس سے گفتگو کرواؤ۔“

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ٹھہر جاؤ۔“ لیکن وہ لوگ نہ مانے اور انہیں
(حسن) رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، چنانچہ آپ تشریف لے آئے۔۔۔ (جاری ہے)

پہلی، دوسری اور تیسری شرائطِ صلحِ امامِ حسن علیہ السلام

عمرو بن العاص ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حسن علیہا السلام نے کہا: ”رہے تم، تو تمہارے بارے میں دو آدمیوں میں اختلاف ہوا: ایک قریشی شخص اور دوسرا مدینے کا قصاب۔ دونوں نے تمہیں اپنا بیٹا قرار دیا، لہذا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے تمہارا باپ کون ہے (یعنی پہلے تم اپنا ایک باپ تو تہہ کرواؤ)۔“ پھر ابو الاعور سلمیٰ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رِغل، ذکوان اور عمرو بن سفیان پر لعنت نہیں فرمائی تھی؟“

پھر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف سے جواب دینے لگے، تو حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے قائد اور ان کے ساتھی پر لعنت فرمائی تھی، اور ان دونوں میں سے ایک ابو سفیان اور دوسرا ابو الاعور سلمیٰ تھا؟“

[الطبقات لابن سعد، ج 6، ص 382 اور 383، وإسناده صحیح؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کا یہ عمل امام احمد نے ہاشم بن ابی القاسم سے اسی سند کے ساتھ مختصراً روایت کیا ہے: مسند احمد، رقم 16848، وإسناده صحیح؛ آخری حصہ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض لوگوں پر لعنت کرنا، ابو یعلیٰ نے بھی اسی سند سے مختصراً روایت کیا ہے؛ مسند آبی یعلیٰ (حسین آسد) ج 12، ص 138 اور 139، رقم 6769، وإسناده صحیح]

واحتملها الحسن وتجهّز بها هو وأهل بيته إلى المدينة ، وكفّ معاوية عن سبّ

على والحسن يس

وقالوا : لا يحمل

الحسن كل سنة أ

قال : أخبرنا ه

عن أبي جَمِيلَة ، أد

إذ وثب عليه رجل

بنى أسد - وحس

الطعنة وقعت في و

العراق اتقوا الله في

يُرِيدُ اللَّهُ لِيَذْهَبَ

الأحزاب : ٣٣] قال

يَخِجُّ (٢) بكاءً (٣)

قال : أخبرنا

سمعت هلال بن

المدائن ، فقال :

لذهلت : مقتلهم أبى ، ومطعنكم بغلتي ، وانتهابكم ثقلى أو قال : ردائي عن

عاتقى ، وإنكم قد بايعتموني أن تسالمون من سألمت وتحاربون من حاربت وإنى

قد بايعت معاوية فاسمعوا له وأطيعوا قال : ثم نزل فدخل القصر .

قال : أخبرنا يزيد بن هارون ، قال : أخبرنا حريز (٤) بن عثمان ، قال : حدثنا

عبد الرحمن بن أبي عوف الجُرَشِي ، قال : لما بايع الحسن بن علي معاوية قال له

كتاب الطبقات الكبير

محمد بن سعد بن منيع الهذلي
ت ٢٣٠ هـ

الجزء السادس
الطبقة الرابعة من الصحابة
ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك
والتي سبقتهم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وأهل بيته

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

(١) أورده المزي في تهذيب الكمال ج ٦ ص ٢٤٦ نقلا عن المصنف .

(٢) الحنين : خروج الصوت من الأنف (النهاية) .

(٣) مختصر تاريخ دمشق ج ٧ ص ٣٦

(٤) حريز : تحرف في ث ، والمطبوع إلى « جرير » وصوابه من ح وتاريخ الإسلام ، وتهذيب

الكمال والتقريب .

عمرو بن العاص وأبو الأعور السلمي عمرو^(١) بن سفيان : لو أمرت الحسن فصعد المنبر فتكلم عبي عن المنطق فيزهد فيه الناس ، فقال معاوية : لا تفعلوا فوالله لقد رأيتُ رسول الله ﷺ يمص لسانه وشفته ، ولن يعيا لسان مصّه النبي ﷺ أو شفتين . فأبوا على معاوية ، فصعد معاوية المنبر ، ثم أمر الحسن فصعد ، وأمره أن يخبر الناس أني قد بايعت معاوية فصعد الحسن المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : أيها الناس إن الله هداكم بأولنا وحقق دماءكم بآخرنا وإنني قد أخذت لكم على معاوية أن يعدل فيكم ، وأن يوفر عليكم غنائمكم ، وأن يقسم فيئكم فيكم ، ثم أقبل على معاوية ، فقال : كذاك ؟ قال : نعم . ثم هبط من المنبر وهو يقول ويشير بإصبعه إلى معاوية ﴿ وَإِنْ أَدْرَى لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتْنَعُ إِلَيْنَا حِينَ ﴾ [سورة الأنبياء : ١١١] . فاشتد ذلك على معاوية ، فقالا : لو دعوته فاستنطقته فقال : مهلاً فأبوا ، فدعوه ، فأجابهم . فأقبل عليه عمرو بن العاص ، فقال له الحسن أمّا أنت فقد اختلف فيك رجلان : رجل من قريش ، وجزار أهل المدينة ، فادعياك فلا أدري أيهما أبوك . وأقبل عليه أبو الأعور السلمي فقال له الحسن : ألم يلعن رسول الله ﷺ رجلاً وذكوان وعمرو بن سفيان ، ثم أقبل معاوية يعين القوم فقال له الحسن : أما علمت أن رسول الله ﷺ لعن قائد الأحزاب وسائقهم وكان أحدهما أبو سفيان والآخر أبو الأعور السلمي^(٢) .

قال : أخبرنا هُوَذَةُ بن خليفة ، قال : كان زمن وَرَدَ معاوية الكوفة ، واجتمع الناس قال أصحاب معاوية لمعاوية : عمرو بن أصحابه : إن الحسن بن علي مُرتفع في أنف وإنه حديث السن عبي ، فَمُرّه فليخطب فإنه الناس ، فأثي عليهم ، فلم يزلوا به حتى أم دون معاوية ، فحمد الله وأثنى عليه ثم

كتاب الطبقات الكبير

طهارة بن سعد بن منيع الرضوي
٢٢٠ هـ

الجزء السادس
الطهارة بن سعد بن منيع الرضوي
من أسامة بن زيد بن أسامة بن زيد
والأسامة بن زيد بن أسامة بن زيد

محقق
الدكتور علي محمد عجمي

(١) عمرو بن سفيان : تحرف في الأصلين إلى « و »
وفيات سنة ٤٩ هـ .

(٢) أورده الذهبي في تاريخ الإسلام وفيات سنة

عن معاوية قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَرِبَ
الْخَمْرَ، فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ، فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ، فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ
عَادَ الرَّابِعَةَ، فَاقْتُلُوهُ»^(١).

١٦٨٤٨- حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا حَرِيزٌ^(٢)، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ أَبِي عَوْفٍ الْجُرَشِيِّ

الرحمن بن

الرحمن بن

وهو ثقة.

بن عبد الله

ابن خالد

مرح معاني

أبي عوانة،

إسناد.

ب «الكبير»

لتمي، عن

معبد، به.

(٦٥٥٣)،

ث منسوخ،

مُسْتَنْدَكُ

الْأَطْرَافِ أَخْبَرَنَا

(١٦٤-٢٤١هـ)

حَقَّقَ هَذَا الْبُحْرَ وَخَرَّجَ أَحَادِيثَهُ وَعَلَّقَ عَلَيْهِ

شُعَيْبُ الْأَرْنَؤُوطُ

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَرَفَةِ الْقُسُوبِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ زَيْبِقٍ عَادِلٌ مُرْشِدٌ

لِلزَّوَالِئِ مِنَ الْعُشُرِ

مُؤَسَّسَةُ الرِّسَالَةِ

(١) إسنا

عبد: وهو أب

عبد- فقد أخ

عارم: هو م

اليشكري، و

الجدلي.

وأخرجه

الآثار» ٥٩/٣

بهذا الإسناد.

وأخرج

١٩/ (٨٤٥)،

المغيرة بن م

وأخرجه

وسياتي ب

وقد سلف

وذكرنا هناك

فانظره لزماً.

(٢) في النسخ الخطية و(م) خلا (ظ ١٣) جرير، وهو تصحيف، والمثبت

من (ظ ١٣)، و«أطراف المسند» ٣٤٢/٥.

عن معاوية قال: رأيتُ رسولَ الله ﷺ يَمَصُّ لِسَانَهُ -أو قال: شَفَتَهُ، يعني الحسن بن عليٍّ صلواتُ الله عليه- وإنَّه لن يُعَذَّبَ لسانٌ أو شَفَتانِ مَصَّهُما رسولُ الله ﷺ^(١).

مُسْتَنَدُ الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤-٢٤١ هـ)

مُؤَسَّسَاتُ الدِّينِ وَتَحْرِيجُ أَعْيُنِهِ وَعَمَلُهُ

شُعَبَاتُ الْأَرْوَاقِ

عَمَلُهُنَّ الْعَرَبِيَّةُ إِبراهيم بن عبد الله عادل - مُرَشِّدٌ

﴿الزَّوَالِمْ وَالْعُرُوفُ﴾

مُؤَسَّسَةُ الرِّسَالَةِ

١٦٨٤٩- حدثنا كثير بن هشام، قال: حدَّثنا الأصمُّ، قال:

سمعتُ معاويةَ بنَ أبي سفيانَ ذَكَرَ حَدِيثَهُ لَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثاً غَيْرَهُ «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، الْمُسْلِمِينَ، يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى الْقِيَامَةِ»^(٢).

(١) إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عبد الرحمن بن أبي عوف الجرشى، فقد روى له أبو داود والنسائي، وهو ثقة. حريز: هو ابن عثمان الرَّحْبِي.

وأورده ابن كثير في «البداية والنهاية» ٣٦/٨، وقال: تفرد به أحمد. وأورده الهيثمي في «مجمع الزوائد» ١٧٧/٩، وقال: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح غير عبد الرحمن بن أبي عوف، وهو ثقة.

(٢) إسناده صحيح على شرط مسلم. كثير بن هشام: هو الكلابي، وجعفر: هو ابن بُرْقَانَ.

وأخرجه مسلم (١٠٣٧) (١٧٥) ٣/١٥٢٤، وابن عبد البر في «جامع بيان العلم» ص ١٩ من طريق كثير بن هشام، بهذا الإسناد. وقوله: «من يرد الله به خيراً..»

أخرجه الطبراني في «الكبير» ١٩/٧٩٧، والخطيب في «الفيح والتمتق» ٧-٦/١ من طريقين عن جعفر بن برقان، به.

«رَأَتْ السَّائِبَةَ كَسَتْهُ الدَّقْدَقُ وَكَسَتْهُ الدَّقْدَقُ بَنِي سَيْفٍ»
بِهِ كَأَنَّهُ رَأَتْهُ أَوْ بَنِي كَأَنَّهُ رَأَتْهُ بَنِي سَيْفٍ

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل النسيبي

مُسْتَدْرَكُ أَبِي يَعْلَى الْمُؤَصَّلِي

الإمام الحافظ أحمد بن محمد بن أبي يعلى التميمي
(٢١٠-٣٧٠هـ)

حَقَّقَهُ وَخَرَّجَ أَحَادِيثَهُ

حُسَيْنُ سَلِيمٍ أَسَدٌ

بِئْسَ الرَّثَائِي عَشْرٌ

دَلَالَةُ الْمُنُونِ لِلْمَثَرِ

الطبعة الأولى: ١٩٩١، الطبعة الثانية: ١٩٩٢

السَّمَاءِ مِيزَابَانِ مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ
يُحَدِّثُ بِهِ الْحَسَنُ؟ قَالَ: يُحَدِّثُ

١٢ - (٦٧٦٨) حدثنا

عمر بن عبد الرحمن العجلي
طُحْرِبُ الْعِجْلِيِّ.

عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَا
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ - ﷺ - وَاضِحًا
بَكْرًا وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى النَّبِيِّ - ﷺ -
أَبِي بَكْرٍ، وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ وَاضِحًا
دُونَهُمْ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الدِّمَا
بِهِ (٣).

١٣ - حدثنا أبو بكر، حدثنا إسحاق بن سليمان^(٤)، عن

(١) إسناده تالف فيه أكثر من مجهول. وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٩٦/٩ باب: فيما كان من أمر عثمان ووفاته رضي الله عنه - مع الحديث التالي - وقال: زواه كله أبو يعلى بإسنادين، وفي أحدهما من لم أعرفه، وفي الآخر سفيان بن وكيع وهو ضعيف.

وأورده الحافظ في «المطالب العالية» ٢٩١/٤ برقم (٤٤٥٠) وعزاه إلى أبي يعلى. وانظر الحديث التالي.

(٢) في (فا): «لا قاتل».

(٣) إسناده مسلسل بالضعفاء، وأورده الحافظ في «المطالب العالية»

٢٩١/٤ برقم (٤٤٥١) وعزاه إلى أبي يعلى، وقال البوصيري: «رواه أبو يعلى، عن سفيان بن وكيع وهو ضعيف». وانظر سابقه.

(٤) في (فا): «سلمان» وهو خطأ.

حريز بن عثمان، عن عبد الرحمن بن أبي عوف.

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي الْأَعْوَرِ: وَيَحْكُ! أَلَمْ يَلْعَنَ رَسُولُ اللَّهِ - ﷺ - رِعْلًا وَذَكَوَانًا، وَعَمْرُو بْنُ سُفْيَانَ (١).

١٤ - (٦٧٧٠) حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير، حدثنا ابن فضيل، حدثنا محمد بن إسحاق، عن أبيه.

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ - ﷺ - بَيْتَ فَاطِمَةَ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ (٢).

وَكَتَبْنَاهُ فِي أَحَادِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ، فِي الْإِمْلَاءِ.

١٥ - (٦٧٧١) حدثنا إسماعيل بن موسى بن بنت

(١) إسناده صحيح، وأبو بكر هو ابن أبي شيبة، وإسحاق بن سليمان هو الرازي، وحريز بن عثمان هو الرحبي.

وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ١١٣/١ باب: في المنافقين وقال: «رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح، غير عبد ثقة».

وأورده ابن حجر في «المطالب العالية» ٤ إلى أبي يعلى.

وانظر أيضاً مجمع الزوائد ١٧٧/٩ - ١٧٨ برقم (٢٩٢١، ٣٠٢٨، ٣٠٢٩)، وعن ابن م (٥٠٤٣).

(٢) رجاله ثقات، غير أن ابن إسحاق قد «مجمع الزوائد» ١١٣/١ بعد تخريجه الحديث أبا يعلى - سنداً آخر إلى الحسن...» وذكر هذا

«زوائد الزوائد» كسند الحديث في «مجمع الزوائد»
بسم الله الرحمن الرحيم

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل السبيعي

مُسْتَدْرَكُ الْمُسْتَدْرَكِ

الابن إسماعيل بن محمد بن الفضل السبيعي
(٢١٠ - ٣٧٠ هـ)

تحقيقه وتصحيحه

حسن سليم أسد

طبعة الثانية عشر

دار المسامحة للطباعة

الرياض - ١٤٢٠ هـ

چوتھی شرط صلح امام حسن علیہ السلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
”محمد بن قدامہ نے کتاب الخوارج میں ایک قوی
سند کے ساتھ ابو نضرہ سے روایت کیا ہے کہ
انہوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو معاویہ
رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے خطبے میں یہ فرماتے
ہوئے سنا: ”میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ پر
اپنے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ ان کے بعد خلافت
میری ہوگی۔“

[فتح الباری، بتحقیق شعیب الأرناؤوط، ج 23، ص

129، رقم 7109]

وقوله: «إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ»، أي: الْعَسْكَرَيْنِ الشَّامِيَّ وَالْعِرَاقِيَّ «قَدْ عَائَتْ» بِالْمَثَلَةِ، أي:

منهم والتألف بالمال، وأراد

إِلَّا الْمَالُ، فَوَافَقَاهُ عَلَى مَا

لأقوات ما يحتاج إليه لكل

فَقَالَا: نَحْنُ نَضْمَنُ، لِأَنَّ

« هذا المال » أى: فرّقنا منه

خَشْيَةً أَنْ يَرْجِعَ عَلَيْهِ بِهَا

ث إليه معاوية عبد الله بن

رَقَعَ عِنْدَ الطَّبَّارِيِّ (١٦٨)،

الرَّحْمَنُ، قَالَ: فَقَدِمَا عَلَى

الحسن بالمدائن فأعطياه ما أراد، وصالحاه على أن يأخذَ من بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف في أشياء اشترطها.

ومن طريق عَوَانة بن الحَكَم نحوه وزاد: وكان الحسن صالحَ معاويةَ على أن يجعل له ما في بيت مال الكوفة، وأن يكون له خَراجُ دَرابِجِرد، وذكر مُحَمَّد بن قُدَامَة في «كتاب الخوارج» بسندٍ قويٍّ إلى أَبِي نَضْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ الحسن بن عليٍّ يقول في حُطْبَتِهِ عندَ معاوية: إِنِّي اشْتَرَطْتُ على معاويةَ لِنَفْسِي الخِلافةَ بعده.

وأخرج يعقوب بن سفيان بسندٍ صحيح إلى الزُّهري قال: كَاتَبَ الحسنُ بن علي معاويةَ واشتَرَطَ لِنَفْسِهِ، فَوَصَلَتِ الصَّحِيفَةُ لمعاويةَ، وقد أَرْسَلَ إلى الحسنِ يَسْأَلُهُ الصُّلْحَ ومع الرِّسُولِ صحيفةٌ بيضاءُ مختومٌ على أسفلها وَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَنْ اشْتَرِطَ مَا شِئْتَ فَهُوَ لَكَ، فَاشْتَرَطَ الْحَسَنُ أضعافَ ما كان سَأَلَ أَوَّلًا، فَلَمَّا التَّقْيَا وبَايَعَهُ الحسنُ، سَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ ما

چوتھی شرط صلحِ امام حسن علیہ السلام

حافظِ مغرب، امام ابن عبد البر المالکی رحمہ اللہ
نے اس شرط پر اجماع نقل کیا ہے:
”علماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حسن
رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف اپنی زندگی
میں خلافت سونپی تھی، اس کے بعد خلافت حسن رضی اللہ
عنہ ہی کے لیے مقرر ہونا تھی۔ اسی بنیاد پر دونوں کے
درمیان اس معاملے میں جو معاہدہ ہوا، وہ ہوا۔
حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ خلافت کے حصول کے
لیے خون بہانے سے یہی بہتر ہے، اگرچہ وہ اپنے نزدیک
اس خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔“

[الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب (ت الترکی)، ج 2، ص 199]

تَّ وَسِتِّينَ سَنَةً إِلَّا

يَخِ عَامِ الْجَمَاعَةِ،

بِالْخَبَرِ، وَكُلُّ مَنْ

يَقُولُ بِعِلْمٍ، وَاللَّهُ

عَلَى مَا ذَكَرَهُ^(٢)

قَبْلَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ

الاستيعاب

فِي مَعْرِفَةِ الْأَصْحَابِ

وَمَعَهُ

الْإِنْبَاءُ فِي ذِكْرِ الْقَبَائِلِ الزُّوَاةِ

وَمَعَهُ

الْأَسْبَدْرَاكُ عَلَى الْأَسْتِيعَابِ

وَجَوَاشِي الْأَسْتِيعَابِ

وَمَعَهُ

الدُّكُورُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الرَّكِّي

بِإِشَارَةِ

مُرَازِجِ الْحِجَابِ وَالْإِسْلَامِيَّةِ

الْحِجَابِ الثَّانِي

فَبَايَعَ النَّاسُ مَعَاوِيَةَ

شَهْرَيْنِ^(١).

قَالَ أَبُو عَمَرَ

وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ هَذَا

قَالَ: إِنَّ الْجَمَاعَةَ

أَعْلَمُ.

وَلَمْ يَخْتَلِفُوا

أَبُو مَعْشَرٍ، وَلَوْ كَانَ

كَذَلِكَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ولا خلاف بين العلماء أن الحسن إنما سلّم الخلافة لمعاوية حياته لا غير، ثم تكون^(٣) له من بعده، وعلى ذلك انعقد بينهما ما انعقد في ذلك، ورأى الحسن^(٤) ذلك خيراً^(٥) من إراقة الدماء في طلبها، وإن كان عند نفسه^(٥) أحقّ بها.

حدثنا خلف، حدثنا عبد الله، حدثنا أحمد، قال: حدثنا أحمد بن صالح، ويحيى بن سليمان، وحرمله بن يحيى، ويونس بن

(١) تاريخ ابن جرير ١٦٢/٥.

(٢) في ي، ي، خ، غ، م: «ذكر».

(٣) في ط، ه، م: «يكون»، وفي حاشية ط موافق لما هنا.

(٤ - ٥) في ط: «أن ذلك خير».

(٥) في حاشية الأصل تعليق بخط كاتبه: «وعند العالمين»، نقله سبط ابن العجمي.

پانچویں شرط صلحِ امام حسن علیہ السلام

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، مولا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ان کے لشکر کے مقدمہ (اگلے دستے) میں تھے، اور ان کے ساتھ پانچ ہزار آدمی تھے۔ علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اپنے سر منڈوا لیے تھے۔ پھر جب حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں داخل ہونا قبول کیا تو قیس رضی اللہ عنہ نے بیعت میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ”تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ ہمیشہ لڑتا رہوں گا، حتیٰ کہ ہم میں سے جو پہلے مرنے والا ہے، وہ مر جائے۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے امان لے کر لیتا ہوں۔“ انہوں نے کہا: ”آپ ہمارے لیے امان حاصل کر لیجیے۔“

چنانچہ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اس بات پر امان حاصل کر لی کہ انہیں فلاں فلاں حقوق حاصل ہوں گے اور ان میں سے کسی کو کسی چیز کی سزا نہیں دی جائے گی، اور میں بھی انہی میں شامل ہوں۔

اور اپنے لیے بطور خاص کوئی الگ حق یا خصوصی مراعات نہیں لیں۔ پھر جب وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھے تو وہ ہر روز ان کے لیے ایک اونٹ فوج کرتے رہے، حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔

[المصنّف لابن أبي شيبة، رقم 31222 و 38477، وإسناده صحيح]

٣١٢٢٢ - حدثنا أبو أسامة قال: حدثنا هشام، عن أبيه قال: كان قيس ابن سعد بن عبادة مع عليّ على مقدّمته، ومعه خمسة آلاف قد حلقوا رؤوسهم بعد ما مات عليّ، فلما دخل الحسن في بيعة معاوية أبي قيس أن يدخل، فقال لأصحابه: ما شئتم؟ إن شئتم جالدت بكم أبداً حتى يموت الأعجل، وإن شئتم أخذت لكم أماناً، فقالوا له: خذ لنا أماناً، فأخذ لهم أن لهم كذا وكذا، ولا يُعاقبوا بشيء، وإني رجل منهم، ولم يأخذ لنفسه خاصة شيئاً، فلما ارتحل نحو المدينة ومضى بأصحابه جعل ينحر لهم كل يوم جزوراً حتى بلغ.

٣١٢٢٣ - حدثنا ابن عيينة، عن عمرو، عن أبي جعفر: أن علياً بلغه

عن المغيرة بن شعبة شيء، فقال

٣١٢٢٤ - حدثنا ابن عيينة

عند عمر فردّ شهادته.

٣١٢٢٥ - حدثنا غندر، ع

٣١٢٢٢ - تقدم طرفه الأخير بر

«فلما ارتحل»: في ش، ع: ارت

٣١٢٢٥ - سيأتي برقم (٢٨٣٧)

وقد رواه الإمام أحمد في «فض

ورواه ابن سعد ٣: ١٣٦، و

عن أبيه سعد بن إبراهيم، به.

وروى الحاكم ٣: ٣٠٧ من طريق أحمد المشار إليه برقم (١١٥٤) المنسب الذي

المصنف

لأبي أيوب شيبان

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبان العنبري الكوفي

المولود سنة ١٥٩هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥هـ
رضي الله عنه

مفتي دار الحديث بدمشق

محمد عوازم

المجلد السادس عشر

الرؤيا - الأمراء - الوصايا - الفرائض - الفضائل

٣١٠٨٩ - ٣٢٥٨٥

مكتبة دار الحديث بدمشق

مكتبة دار الحديث بدمشق

الحمد لله! ہماری پیش کردہ اسناد پر اگر کسی کو کسی قسم کا کوئی بھی اشکال ہو تو بتائے، ان شاء اللہ اسے مطمئن کیا جائے گا۔

آج اُس ملعون ناصبی کا رد ہوا جو یہ کہتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی صلح کی کوئی شرط صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ہم نے 5 شرائط صحیح طور پر ثابت کیں، جن میں چار شرائط صحیح سند سے ثابت کیں، جبکہ ایک شرط پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس روایت کی تحسین، اور سب سے بڑھ کر اجماع بھی پیش کیا۔ اور اس صلح کے ذریعے اُس بد بخت رافضی کا بھی رد ہوا جو معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی تکفیر کرتا ہے جنگِ صفین کی وجہ سے، حالانکہ اگر حسن علیہ السلام، علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کو کفر سمجھتے، تو کبھی بھی معاویہ رضی اللہ عنہ سے عدل (قرآن و سنت) پر قائم رہنے کی شرط نہ لگاتے۔

اس تحریر کو زیادہ سے زیادہ شیئر کریں اور
مزید لوگوں تک پہنچائیں، تاکہ نواصب و
روافض دونوں کا ردِ بلیغ ہو سکے۔

جزاکم اللہ خیراً،

وما علینا إلا البلاغ المبین۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔